ڈھولیہ میں، افطار پارٹی کی کھجور اور شیر خورمہ سے مشکوک قاتل پولس والوں کو محروم کر دیا ہوتا تو... مگر...

نثار احمد تمبولی، دھولیہ۔

7620048731

’’بڑی تعداد میں لوگوں نے اپنی جانیں گنواں دی تھی ۔ملزم صحیح معنوں میں مجرم تھے یا نہیں ، یہ ایک غیر جانبدارانہ اور منصفانہ تحقیقات کے ذریعے طے کرنا تھا۔ جدید **نیروز** (ہزاروں کی تعداد میں رعایہ کا قتل عام ہورہا تھا اور اس ملک کا بادشاہ جسکا نام نیروز تھا، وہ گٹار بجانے میں مشغول تھا) اس وقت کہیں اور دیکھ رہے تھے، جب بیسٹ بیکری اور وہاں موجود بچے، بے سہارا عورتیں جلائی جارہی تھی اور ممکن ہے، جان بوجھ کر یہ کوشش کی جارہی تھی کہ مجرموں کو بچایا جائے۔ قانون اور انصاف آوارہ بچوں کے ہاتھوں میں تتلیاں بنا ہوا تھا۔ جب **فصیل ہی فصل نگلنے لگے**، تب قانون، سچائی اور نظم وضبط کیلئے کسی قسم کی جگہ نہیں رہ جاتی ہے۔ ایسی جگہ نظم وضبط اور عوامی مسائل ایک یادگار شکل بن کر رہ جاتے ہیں‘‘ ((Zahira Shaikh V/s State of Gujarat AIR SCW 2004 (2325)۔ یہ جملہ حکومت گجرات کے تعلق سے فاضل سپریم کورٹ کا ہے، حالانکہ اس وقت ملک میں بی جے پی کی حکومت تھی۔ جن کی رگوں میں مہذب ماں باپ کا خون ہوتا ہے، وہ کسی کے ماتحت ہوتے ہوئے بھی ظالم کو ظالم ہی کہتے ہیں۔ یہ مضبوط اور کامل ایمان کی بات ہے، وہ نہیں سمجھے گے جن کا ایمان ڈھکوسلا اور بکاؤ ہوتا ہے، چاہے پیسے کے روپ میں یا اقتدار کی شکل میں۔ ویسے تو مہاراشٹر کے دو بہت بڑے تعلیمی کارخانداروں نے لعین مودی کی تعریف کی تھی انھیں ہم سب جانتے ہیں۔ جس علاقہ کے معتبر اور معزز، مانے جانے والے افراد چاپلوسی کرکے، آنکھ بند کرکے مکھی بھی پی لیتے ہیں، ملک میں ایسے چھوٹے بڑے بہت سے دلال اور ایجنٹ ہوتے ہیں جو۔۔۔۔ چھوٹے میاں سبحان اللہ۔ آج کے معاشرہ میں چند اقتدار کی بھوک، چند روپیوں کیلئے بنے بیٹھے ایجنٹ اور دلالوں نے اس قدر میلا کر ڈالا ہیکہ ان کے ماتحت کام کرنے والے عام لوگوں کے ذہن سیاہ ہوگئے ہیں اور ناامیدی ان کا مقدر بن چکی ہے۔

یہ دکھ نہیں کہ اندھیروں سے صلح کی ہم نے　　　ملال یہ ہیکہ اب صبح کی طلب بھی نہیں

۶؍جنوری ۲۰۱۳ء کا دھولیہ فساد، ملک ہند کے فسادوں میں اپنی نوعیت کا ایک الگ فساد تھا۔ اگر یہ فساد دو بھائیوں میں ہوتا تو یقیناً کسی قسم کا جانی نقصان ہوتا ہی نہیں۔ دو بھائی زیادہ میں زیادہ یہ کرتے کہ پتھر کا جواب پتھر سے دیتے پولس کی طرح پتھر کا جواب گولی سے نہیں دیتے۔ دو بھائیوں کا فساد ہم یقیناً کب کے بھول گئے ہوتے لیکن یہ دو بھائیوں کا فساد نہیں تھا بلکہ گجرات پیٹرن کمیونل ذہنیت کی رنگیت تعلیم یا ریہرسل تھی، جس میں ولن کا کام ڈیوٹی پر پولس دستے میں جو کمیونل پولس تھے، وہ مودی کی خوشنودی کیلئے ایک طرفہ اندھادھند گولی بار کر رہے تھے اور ان کی اگوائی میں ہی چند سماج کنٹک افراد آگزنی، لوٹ کھسوٹ، ڈکیتی جیسے تخریبی کاموں میں شامل تھے۔ بیشک جن میں کچھ کمیونل میڈیا کے افراد کا بھی شمار تھا۔ جتنا لکھا گیا اس سے کہی زیادہ یوٹیوب پر دکھایا گیا ہیکہ کسطرح دھولیہ میں پولس عملہ میں شامل کچھ کمیونل مودی وادی کیسے ننگا ناچ کر رہے تھے۔ یوٹیوب میں دکھائی گئی فسادات کے ظلم وستم کی ویڈیو کلپ دھولیہ پولس محکمہ کے لیٹر نمبر 296/KMA A/56/Apeal-20/2013/4749 dt. 5-4-2013 قانون حق معلومات کے تعلق سے ایک اپیل کے جواب میں یہ خط دیا گیا ہے۔ اس میں لکھا گیا ہیکہ آپ کو لگنے والی معلومات آپ یوٹیوب پر سے حاصل کر سکتے ہیں۔ لہٰذا انکشاف ہوا کہ دھولیہ فساد کی ویڈیو کلپ جو یوٹیوب پر بتائی جارہی تھی، جسے ملک نہیں بلکہ بیرونی ممالک کے بھی کروڑوں لوگوں نے دیکھا اور پولس کے بہیمانہ رویہ کو محسوس کر کے دانتوں تلے انگلیاں دبالی، وہ یوٹیوب کی ویڈیو کلپس مستند تھی اس کی تصدیق دھولیہ کے ضلع پولس محکمہ نے دے دی ہے۔ القصہ مختصر یہ کہ عام لوگ یہ بات اچھی طرح جان چکے ہیں کہ بھلے ہی جو آج ملزم ہیں وہ کل انشاءاللہ مجرم ثابت ہونگے ہی۔

جس شہر میں ایک طرفہ پولس فائرنگ میں، ۶ مسلم معصوم بچے سیدھے سیدھے گولی لگنے سے شہید ہوتے ہیں، اس پر طرہ یہ کہ ان پر فسادی ہونے کا گناہ داخل کیا گیا، کروڑوں روپئے کی ملکیت برباد ہوتی ہے وہ بھی تقریباً تقریباً مسلمانوں کی۔ اس المیہ کے تعلق سے فاضل سپریم کورٹ میں اور نیشنل ہیومن رائٹس کمیشن میں راقم الحروف کی طرف سے جو پٹیشن داخل کی گئی ہے اس میں کمیونل پولس پرشاسن کو ملزم بتایا گیا ہے۔ یہ بات کوئی ڈھکی چھپی نہیں ہیکہ دو بھائیوں کے معمولی جھگڑے کا بھرپور فائدہ اپنی کمیونل ذہنیت کی آبپاشی کیلئے پولس عملہ میں شامل کمیونل پولس نے کسطرح اٹھایا۔ اس بات سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا ہیکہ ہمارا سسٹم جو بھی ہے جیسا بھی ہے لیکن باقائدہ اس سسٹم کی طرف سے قانونی طور سے ابھی ٹھپا نہیں لگا ہیکہ ۶ بچوں کے قاتلوں میں کون کون پولس والے شامل ہیں۔ کیا ہی اچھا ہوتا کہ ہمارے سیدھے سادھے بھولے بھالے مسلم بھائیوں کو بہکا کر جگہ جگہ رمضان مہینے میں افطار کے بہانے مشکوک افراد کو ٹوپیاں نہ پہنائی جاتی اور انھیں کھجور نہ کھلائی جاتی، اسطرح انکا استقبال نہیں کیا جاتا۔ اسی طرح عید ملن کے پروگرام میں بھی ان مشکوک لوگوں کو منفرد جگہ پر بلا کر شیر خرمہ پلایا گیا اور دیگر پروگراموں میں ان مشکوک افراد میں سے کسی کو چیف گیسٹ بنایا گیا ہے۔ طرہ یہ کہ جو مشکوک افسر ہے اسکو اسٹیج پر بیٹھانے

کیلئے اسکا سب آرڈینیٹ آفیسر پروگرام کے منتظمین پر زور ڈالتا ہیکہ ہمارے صاحب کو اسٹیج پر بیٹھانا ہی ہوگا۔ باوجود مخالفت کے تنظیم میں سے کوئی، ہوسکتا ہے کسی خلوص کے تحت یا اس کی اپنی کسی کمزوری کے تحت یا کسی لالچ کے تحت یا کسی مصلحت کے تحت مشکوک افسر کو اسٹیج پر بیٹھا لیتا ہے۔ کھلی سی بات ہے فاضل سپریم کورٹ میں یا نیشنل ہیومن رائٹس میں یہ کیس درج ہے۔ لہذا اس بات سے انکار نہیں کیا جاسکتا ہیکہ ملزم انھیں باتوں کو پیش کر کے یہ ثبوت دے کہ اگر وہ گناہ گار ہوتا تو کون لوگ ہیں جس کے ٦-٦ بچوں کی لاشیں چلی گئیں کروڑوں روپئے کی ملکیت تباہ و برباد ہوگئی وہ قوم کیا اسے افطار کے وقت پھل کھلائیگی، عید میں شیر خرمہ پلائیگی یا ہونے والے بہت سارے پروگرام میں اس قوم کے لوگ مہمان خصوصی بنا کر انھیں دعوت دینگے، اسٹیج پر بیٹھائینگے اور ان کا استقبال کرینگے۔ ایک عام آدمی کا غصہ آج ٹھنڈا نہیں ہوا ہے کیونکہ فصیل جس کا کام فصل کی حفاظت کرنا ہے وہی فصل کو تباہ و برباد کرے، رکشک جسکا کام رکشن کرنا ہے وہی بھکشک بن جائے تو ایسے ملزموں کو اخلاقی مار اگر ہمارا معاشرہ دیتے رہیگا تو وہ بھی انسان ہیں، انکو بھی اس بات کا احساس ہوگا کہ ہمارے مسلمان بھائیوں کے ایک کٹورے شیر خرمہ، ایک کھجور اور ایک گلدستہ سے بھی ہمیں محروم رکھا جارہا ہے یقیناً وہ اپنے گریباں میں جھانک کر دیکھے گا اور کسی نہ کسی دن اسکی انتر آتما جاگ جائیگی اور وہ اسیمانند مہاراج کی طرح اپنے گناہوں کا اعتراف کریگا۔ لیکن ان ملزموں کے آس پاس کے جو چٹے پٹے ہوتے ہیں کوئی انھیں دلال کہتا ہے، کوئی انھیں ایجنٹ کہتا ہے، کوئی انھیں چاپلوس کہتا ہے یا کوئی انھیں مصلحت پسند کہتا ہے یہ لوگ دراصل متاثرین اور اسکی قوم کے دشمن تو ہوتے ہی ہیں، اس سے زیادہ وہ اپنے آقا آفیسر کے دشمن بھی ہوتے ہیں۔ کیونکہ وہ اپنے آقا کی ضمیر کی آواز کو دبائے رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اب وقت آگیا ہیکہ بلانے والے چار پانچ ہوتے ہیں لیکن ایک جگہ جمع ہونے والے سیکڑوں ہوتے ہیں، سیکڑوں اپنے ضمیر کو کیوں نہیں جھنجوڑتے ہیں کہ جو کچھ بھی ہورہا ہے وہ غلط ہورہا ہے۔ اگر خدانخواستہ مجمع میں جمع افراد میں سے ہی کسی معصوم بچے کی لاش صرف ٨ مہینے پہلے اسکے گھر سے نکلی ہوتی تو کیا وہ کسی محفل میں مشکوک ملزمین جہاں پر انھیں معتبر درجہ دیا جارہا ہے وہاں وہ شریک ہوگا، یقیناً نہیں۔ نہیں نہیں۔ اللہ عام لوگوں کو جو کچھ انکے اطراف میں ہورہا ہے اسے سمجھنے کی اسکی سچائی اور حقیقت جاننے کی توفیق دے نہ کے ہمارے بڑے جو کہے وہ کرے کیونکہ عام طور سے بڑوں کا معاملہ تو یہ ہوتا ہیکہ وہ اپنے آقاؤں کے دباؤ میں دبے رہ کر خود کو تو آزاد کرنا کبھی پسند نہیں کرتے ہیں اور بقول پروین شاکر

کتر کے جال بھی صیّاد کی رضا کے بغیر　　　تمام عمر نہ اڑتی، اسیر ایسی تھی